رجسٹرڈ ایل ۷۷

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

نمبر ۴ | دارالامان قادیان شوال سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان

سعید مہمان

ہمارے ناظرین کو ہمارے کسی گذشتہ نمبر کے مطالعہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس جلسہ کرسمس میں ایک مشہور و معروف نیا مہمان بھی شریک ہوا تھا لیکن ابھی تک وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ کون بزرگ ہیں اس لئے آج ہم ناظرین سے ان کو انٹروڈیوس کراتے ہیں۔ یہ بزرگ علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی نواب عماد الملک **فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا** ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے علوم عربیہ کو باقاعدہ تحصیل کیا ہے اور فنی روشنی سے بھی پورا حصہ لیا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کو **حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق کیونکر پیدا ہوا؟ اس کا جواب خود نواب صاحب موصوف نے اثنائے گفتگو میں یہ دیا کہ **پاؤنیر** میں **بشپ** لاہور کے متعلق جب ایک چٹھی شائع ہوئی تو ان کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کوئی معمولی **انسان** نہیں ہو سکتا جو اتنے بڑے آدمی کو ایک فوق العادت دعوت کرتا ہے جس کے متبعین میں اس درجہ اور طبقہ کے لوگ شامل ہیں اس کے بعد انکو **سیرت مسیح موعود** کے پڑھنے کا اتفاق ہوا جس نے انکو اپنا گرویدہ ہی تو کر لیا اور انکی روح نے اندر ہی اندر ایک جوش پیدا کیا کہ ایک ایسے انسان کو ضرور دیکھنا چاہیئے۔ پھر انھوں نے دارالامان میں حضرت مولانا **مولوی عبد الکریم صاحب** سے خط و کتابت کی اور حضرت کی خدمت میں بھی خط لکھے اور **لکھنؤ** میں جہاں پر وہ پریکٹس کرتے ہیں حضرت اقدس کے کسی مرید کا پتہ پوچھا اس تقریب پر **حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب** اسسٹنٹ سرجن سے جو لاہور کے مشہور و معروف خاندان خلیفہ صاحبان کے ایک درخشندہ ستارہ ہیں ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب کے اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ اطوار نے بھی انکو بہت کچھ متاثر کیا غرض یہ اسباب مل ملا کر یہاں تک پہونچے کہ انکو کشاں کشاں **دارالامان** لے آئے۔

بارش کی وجہ سے رستہ کی مشکلات اور علی گڑھ کالج کی تعلیمی کانفرنس میں انکی شمولیت کی ضرورت اور مصروفیت پر ان کا دارالامان کے سفر کو مقدم کر لینا ایک غور کرنے والے انسان کے لئے کچھ چھوٹی سی بات نہیں ہے غرض نواب صاحب موصوف دارالامان پہونچے اور ۲۲ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس ؑ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس ؑ کے حضور حسب عرض کیا گیا کہ نواب صاحب باوجود ان مصروفیتوں کے اور مشکلات راہ کے بھی بڑے شوق اور اخلاص سے حاضر ہوئے ہیں تو حضرت اقدس ؑ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

وہی ہوتا ہے جسکے ساتھ خدا ہو اور جس سے ابنائے جنس کی فلاح وصلاح کی ابدی یادگاریں قائم ہوں۔

غرض اللہ تعالے اس مثال میں حیات دنیا کی حقیقت دکھا کر اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کی شناخت کا ایک اصول بتاتا ہے۔ اور اس پانی کے لفظ میں ایک عظیم الشان سِرّ ہے کہ یہ بارش جو اپنے ساتھ رحمت الٰہی کا موجد رکھتی ہے تو آتشی بھی اس کے اندر ہی ہے جو بعض اوقات نکل پڑتی ہے اور ماموریں اللہ کے بشیر و نذیر ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے میں ایک بار کشمیر سے آ رہا تھا رستہ میں ایک پہاڑ کا بڑا حصہ الگ میدان میں پڑا ہوا دیکھا میں اسکو دیکھکر حیران رہ گیا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک چھوٹی سی بجلی پانی سے نکلی اور اسنے پہاڑ سے اسکو چیر کر الگ پھینک دیا۔

اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ اسوقت میں اس سے کسقدر متاثر ہوا اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ اللہ اکبر کیسا قادر خدا ہے کہ ایک دم جیسی چیز سے ایک بڑے پہاڑ کو جو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا یوں کاٹ کر پھینک دیتا ہے آہ! کیسا نادان اور **احمق ہے وہ جو ایسے قادر خدا کا انکار کرتا ہے** اور کیا بدقسمت ہے وہ جو ایسے قادر خدا کو مان کر اسے بھلا دیتا ہے۔

پھر آگے اللہ تعالے نے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ اپنے آپ کو بڑے بڑے جبل سمجھنے والے عنقریب ذرات باد گرد کیطرح پراگندہ کر دیے جائیں گے اور کلمۃ الحق کی راہ میں جسقدر روکیں اور چٹانیں ہیں سب دور کر دی جائیں گی اور ساری زمین اسلام کی ہوگی اور اس کام کے لئے جسکا نام الباقیات الصالحات ہے صاف میدان اور کشادہ سڑک کیجاویگی عربی زبان میں جبل کا بڑے بڑے ذی وجاہت شخصوں پر بھی اطلاق ہوا ہے

خدا تعالے نے ان آیتوں میں اس زمانہ میں بھی ایک عظیم الشان سبق ان لوگوں کو دینا چاہتا ہے جو ان پہلوں کی طرح بت دنیا کی پرستاری میں رات دن لگے رہتے ہیں اور اپنی محدود عقلوں اور تاریک تجربوں پر نازاں ہیں کہ وہ سنت اللہ کی شناخت سے حصہ لیں اور غور کریں کہ اس زمانہ میں کون شخص ہے جو ایسے عمل کر رہا ہے جنکو الباقیات الصالحات کہہ سکتے ہیں لوگوں کی اصطلاح کے موافق نہیں بلکہ خدا تعالے کی اصطلاح کے موافق۔ جن چیزوں کو یہ دنیا کے فرزند باقیات الصالحات قرار دیتے ہیں وہ زمانہ کی پر زور رو کے آگے ایک تنکے کی طرح بہ جائیں گے پر وہ کارروائی جو محفوظ ذکر کی حفاظت کے لئے کی جاتی ہے اور ٹھیک اسی سنت اللہ پر ابطال باطل اور احقاق حق کے نشان دکھا رہی ہے کبھی بھی نہ مٹے گی۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود اسی طرح ایک بیکس اور ناتوان انسان سمجھا جاتا ہے جس طرح بیابان مکہ کا مہجور فرزند سمجھا جاتا تھا (فداہ امی وابی) اور اس کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ قتل کے منصوبے کئے جاتے تھے ٹھیک وہی حالت آج بھی ہے کوئی نادان خدا تعالیٰ کی قدرت و قوت وحفاظت سے بے خبر واللہ یعصمک من الناس کی بشیر صدا سے ناواقف خدا کے راستباز کے قتل کے منصوبوں میں اپنی بہتری سمجھتا ہے اور طرح طرح کی سازشوں سے اس کی جان لینے میں اپنی سرخروئی قرار دیتا ہے کسی نے اقدام قتل عمد کے مقدمہ کیصورت میں ایذا رسانی کی فکر کی کاش اسے ایسی ناپاک تدبیر سے پیشتر ابراء (بے قصور ٹھیرانا) کی بشیر صدا پر اطلاع ہوتی تاکہ یوں داغ ندامت اسے اٹھانا نہ پڑتا۔ یہ سب حیلہ گر یاد رکھیں کہ یہ برگزیدہ کسطرح کامیاب ہوگا بلکہ ہو گیا ہے جسطرح محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوئے رسول اللہ صلعم کے بیٹے نہ تھے مگر آج ۲۰ کروڑ سے زیادہ آپکی ذریت موجود ہے آسمان کے ستارے اور دریا کی مچھلیاں آپ پر درود پڑھتی ہیں دنیا میں کوئی لحظہ اور لمحہ نہیں گذرتا کہ اللھم صل علی محمد نہ پڑھا جاتا ہو پس وہی کامیابی آپکے بروز احمد قادیانی کے لئے مقدر ہے اور خدا تعالے وعدہ کر چکا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔

یہ تو یقینا کامیاب ہوگا اور یہ وقت گذر جائے گا مگر مبارک وہ جو اس وقت سے فائدہ اٹھائے اور اپنی سعادت کا سامان جمع کر لے

عزیزو! تم نے اسکو پہچانا ہے تو اس شناخت کا حق ادا کرو۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا کو راضی کر لو۔ اسکی رضا کا مجسم نمونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بروز احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں ہوا ہے پس مبارک وہ جو اسکو اپنا رہنما سمجھے اور اس کے پیچھے ہو لے کیونکہ یہی کامیابی کی راہ ہے۔

خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اس کے رنگ میں رنگین ہو جاویں اور اس کی مرضی پر ہمارا عمل ہو کیونکہ خدا کے راضی کرنے کے لئے یہی ایک راہ ہے

آمین

یقول العرب فلان جبل من الجبال اذا کان عزیزا۔

ڈائری حضرت امام آخر الزمان

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

ایک شخص کو استغفار کی بہت تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ "استغفار کلید ترقیات روحانی ہے۔"

۲۰ جنوری ۱۹۰۱ء۔ تفسیر سورہ فاتحہ ابھی تک لکھنی شروع نہیں ہوئی۔ اور دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اس پر فرمایا "ابتک ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا لکھیں۔ دعا کی ہے اللہ اس کام کو شروع کیا گیا ہے ہم موجودہ مواد پر بھروسہ نہیں رکھتے صرف خدا پر بھروسہ ہے کہ کوئی بات دل میں ڈالی جائے۔ یہ بات میرے اختیار میں نہیں۔ جب وہ مواد اور حقائق جنکی تلاش میں میں ہوں مجھے مل گئے تو پھر انکو فصیح بلیغ عربی میں لکھا جائیگا چونکہ مسلمانوں کو ثواب حاصل کرنے کے واسطے فکر اٹھانا چاہیئے اسکے واسطے ہم فکر کرتے ہیں۔ آگے جب کوئی بات خدا تعالے القا کرے۔ خدا سے دعا مانگی جاتی ہے اور میرا تجربہ ہے کہ جب خدا سے مدد مانگی جاتی ہے تو وہ مدد دیتا ہے"

تفسیر سے پہلے جو تمہید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھی ہے اُس کے متعلق حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کی کہ پیر گولڑوی تفسیر نویسی سے پہلے ایک تقریر اور مباحثہ چاہتا تھا سو اس تمہید میں یہ بھی ہو گیا۔

حضرت سید احمد شہید اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید کا ذکر درمیان میں آیا۔ فرمایا۔

"ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو کہ سکھوں نے کر رکھی تھی دور ہو جاوے۔ خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا اور اسکی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ انکی دانائی تھی کہ انھوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جاوے مگر چونکہ وہ زمانہ قریب تھا کہ مہدی موعود کے آنے سے جہاد بالکل بند ہو جائے اسواسطے جہاد میں انکو کامیابی نہ ہوئی۔ ہاں بسبب نیک نیت ہونے کے انکی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہو گئی کہ اس ملک میں انگریز آگئے۔"

پھر فرمایا۔ "وقت دو ہوتے ہیں ایک خارجی اور ایک اندرونی یعنی روحانی۔ خارجی وقت یہ ہے کہ حضرت رسول کریم اور ولیوں اور بزرگوں کے کشوف نے مسیح موعود اور مہدی کا وقت چودھویں صدی بتلایا اور اندرونی یعنی روحانی وقت یہ ہے کہ زمانہ کی حالت یہ بتلا رہی ہے کہ اسوقت مسیح آنا چاہیے۔ دونو وقت ہیجگہ آ کر مل گئے ہیں۔"

۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء اس جماعت کا نام احمدی رکھا جانے پر کسی نے سنایا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ یہ نیا نام ہے اسپر کچھ گفتگو ہوئی۔ فرمایا "وہ لوگ جو اپنے نام حنفی شافعی وغیرہ رکھتے ہیں یہ سب بدعت ہیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالے کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء (مثلاً حی۔ قیوم۔ رحمن۔ رحیم۔ بجز) کا موصوف ہے حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جسکا ذکر حضرت مسیح نے کیا یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئیگا یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے بلکہ انھوں نے محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء...... میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی جنھوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتلایا صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسیٰ نے آپ کا نام احمد بتلایا کیونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اسواسطے اس کا نام احمدی ہوا۔"

فرمایا جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے پیدا ہونے کا دن تھا اور بڑا متبرک دن تھا مگر پہلی امتوں نے غلطی کھائی کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا اور کسی نے یکشنبہ کے دن کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سنی مگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں محمدی یا احمدی۔ محمدی اسوقت جب جلال کا اظہار ہو احمدی اسوقت جب جمال کا اظہار ہو۔" محمد صادق

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ میرے اولاد ہو جائے آپ نے فرمایا کہ استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالے اولاد بھی دیدیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالے خود اسکی دستگیری کرتا ہے

(ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کی طرف سے جو فرقہ مذکور کے امام و پیشوا حضرت اقدس

مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام

شب ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو علیا حضرت ملکہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ قیصرہ ہند کی وفات پر دو ٹیلیگرام تاسف و تعزیت کی علی الترتیب ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب اور حضور ویسرائے ہند کی خدمت میں ارسال کئے گئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان تین دن کے لئے بند کیا گیا۔

قیصرہ ہند کی وفات پر ۲۳ جنوری کو بڑے بڑے قلعوں سے ۸۱ ماتمی توپ ایک ایک منٹ کے بعد ہندوستان میں سر ہوئیں۔

ملکہ معظمہ کے انتقال پر ۲۲ جنوری کو شام کے ۵ بجے تخت و تاج ان کے ولیعہد شاہزادہ ویلز کو منتقل ہو گئے انھوں نے تاریخ مذکور کے بعد دوپہر کو پریوی کونسل میں عدل و انصاف سے حکومت کرنا اور قوانین ملکی کی حرمت کا حلف اٹھایا یہ رسم لارڈ سالسبری نے ادا کی کونسل کے ممبروں نے بھی اطاعت کی قسمیں کھائیں اور جدید شہنشاہ کے ہاتھوں کو بوسے دیئے یہ اطلاع بھی آئی ہے کہ حضور ایڈورڈ ہفتم اور شہنشاہ ہند کا خطاب اختیار کرتے ہیں۔ قسم کھانے کی رسم کے وقت ہز مجسٹی نے جنگی وردی پہنی ہوئی تھی اسی وقت آپ نے ایک فی البدیہ ایڈریس دیا اور بیان کیا کہ اپنی مادر مہربان کی خواہش کے مطابق ایڈورڈ کا نام اختیار کرتا ہوں جب انھوں نے اپنی والدہ کا نام لیا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۲۵ جنوری کی تار مظہر ہے کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم باضابطہ تخت نشین ہو گئے۔

شہنشاہ ولیم حضور ملکہ معظمہ کا جنازہ ہونے تک انگلستان میں رہیں گے۔

ابھی تک حضور ممدوحہ بستر مرگ پر پڑی ہیں محل کے ملازموں کو آپکا چہرہ دیکھنے کی اجازت ۲۳ جنوری کو دی گئی تھی دو ہندوستانی اور ایک خادمہ لاش کی نگہبانی کرتے ہیں سپاہی سیڑھیوں پر پہرہ دیتے ہیں۔

گرین پائنٹ اور کیپ ٹون میں جو بوئر قیدی ہیں انھوں نے حضور ملکہ معظمہ کی وفات کے افسوس میں انکے دفن ہونے تک اپنے تمام شغلوں اور کھیلوں کو ملتوی کیا ہے۔ حضور ملکہ معظمہ کی لاش یکم فروری کو جہاز البرٹ پر پورٹسمتھ کو جنگی جہازوں کی ڈبل لائین میں سے جو ہر منٹ پر توپیں فیر کریں گے لیجائی جائیں گی ہفتہ کے روز وکٹوریہ سٹیشن کو لیجائیں گے اور وہاں سے اور وہاں سے توپ کی گاڑی پر نشان ہیر سے مقام پیڈنگٹن کو اور وہاں سے ونڈسر لیجائیں گے ایک جرمن سکواڈرن ماتحت پرنس ہنری جنازہ پر شامل ہونے کے لئے آرہا ہے کینیڈا میں ۲ فروری ماتم کا دن مقرر کیا گیا۔

۲۴ جنوری کو ممبران ہاؤس آف لارڈز کا [illegible] نے حضور ملکہ معظمہ کی وفات کی خبر پر بادشاہ کو ایک ایڈریس دیا جس میں حضور ممدوحہ کی نیکیوں کی بہت تعریف کی اور ۱۴ فروری تک اجلاس ملتوی کیا۔

۲۴ جنوری کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کا اعلان اور شہنشاہ موصوف نے اعلان کے بعد جو تقریر کی ہے اسکو ۵ بجے شام کے ٹوان ہال میں سیڑھیوں پر کلکتہ کے شیرف نے پڑھا ہے تمام سول و ملٹری افسران گورنمنٹ اور نیز ممالک کی گورنمنٹوں کے وکلا وغیرہ اور پبلک کو حکم دیا گیا ہے کہ وہاں شامل ہوں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

حضرت کی تائید میں طیار ہے۔ قیمت ہے

خاکسار سراج الحق از دارالامان

بیعت

خواجہ احمد حسن صاحب جنیدی نقشبندی و چشتی قادری وغیرہ مشرباً۔ حیدرآباد دکن

کرم داد صاحب ولد علم دین۔ گجرات

فضل الٰہی صاحب۔ لاہور

برکت علی صاحب معرفت فیض احمد صاحب طالب علم جماعت مدرسہ ڈاکخانہ پنڈیکا ضلع گجرات

عبید اللہ صاحب۔ [illegible] گورداسپور

غلام حیدر صاحب۔ جالندھر

غلام رسول صاحب

غلام مصطفیٰ صاحب۔

میاں اصو بابا۔

ولد فضل الدین صاحب۔ بھینی قریب قادیان

گینڈے شاہ صاحب۔ بہادلہ نزد لدھیانہ

محمد دین صاحب لاہور

سید عباس علی شاہ صاحب سابق شیعہ سیدانوالی۔ سیالکوٹ۔

فضل محمد صاحب۔ ہرسیاں نزد گورداسپور

اعلان

حضرت اقدس کے مبایعین کا رجسٹر خاکسار کے پاس ہے اور حضرت کے ارشاد سے ہر ایک بیعت کرنیوالا کا نام ایک رجسٹر میں بڑے التزام سے لکھا جاتا ہے جو صاحب خط کے ذریعہ سے بیعت کرتے ہیں بعض کے خط ہمارے پاس نہیں پہونچتے اس لئے حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خط کے ذریعہ بیعت کرے وہ اپنا خط بیعت ہمارے نام روانہ نہ کرے وہ علیحدہ سراج الحق (یعنی خاکسار کے) پاس روانہ کرے سو اب آیندہ سے یہ التزام رہے کہ بیعت کا خط خاکسار کے نام آوے میں انشاء اللہ وہ خط حرف بحرف حضرت امام علیہ السلام کو سنا کر اور بیعت قبول کرا کر خط کے ذریعہ سے اطلاع دوں گا اور نیز اخبار الحکم میں درج کروں گا کیونکہ اخبار کی کتابت بھی خاکسار کے پاس ہے بعد درج بیعت کرنیوالوں کو

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

اشاعت اسلام کے لئے ایک انگریزی رسالہ (میگزین)

برادران قوم۔ میں آج ایک مدت کے بعد بذریعہ الحکم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ مضمون عنوان بالا کی ضرورت میری اس معمولی کاہل انگاری اور غفلت پر غالب آگئی ہے جس کے دور ہونے کے واسطے میرے دلی دوست میرے لئے دست بدعا ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر اخبار کے متعدد نمبروں میں سلسلہ وار بحث کروں اور نیز میرے اور دوست بھی مجھے اس بحث میں مدد دیں۔ اور اپنے خیالات سے مجھکو اطلاع بخشیں۔ تاکہ ہم سب دوست معاملہ زیر بحث کے متعلق ایک نتیجہ پر متفق ہو جاویں۔

حضرت اقدسؑ کی طرف سے ایک اشتہار جاری ہو چکا ہے جسمیں اُنہوں نے اشاعت اسلام کی خاطر ایک انگریزی رسالہ اشاعت فرمانے کی تجویز کو پسند کیا ہے یہ تجویز راقم الحروف کی تھی جو حضرت نے قبول فرمائی اور میں اس امر کو اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ شاید کوئی دوست خوش ہو کر اس خاکسار کو دعا خیر سے یاد فرماوے۔ اشتہار مذکورہ بالا تو صرف ایک تجویز کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یا اُس کے اڈیٹوریل سٹاف سے آپکو اطلاع دیتا ہے وا لا اس کے سرمایہ اور دیگر امورات کو محض آپکی رائے پر چھوڑتا ہے جس کے لئے حضرت اقدسؑ آئندہ عید پر ایک جلسہ کے ذریعہ ان تمام امورات کو طے کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ رسالہ مجوزہ کے متعلق جو میرے خیالات ہیں انکو میں اخبار الحکم کے ذریعہ شایع کر دوں تاکہ ہمارے کل احباب کو عید آئندہ تک معاملات پر غور کرنے کا موقعہ ملجاوے۔ جو دوست آئندہ عید اضحی پر قادیان تشریف لادیں اُن سے تو بالمشافہ گفتگو ہو جاویگی۔ اور جو احباب تشریف لا نہ سکیں وہ اپنے خیالات سے ہر ایک امر متعلق رسالہ پر مجھے بذریعہ خط اطلاع بخشیں۔ یہ تمام خطوط جمع ہو کر جلسہ مقررہ میں پڑھے جاویں گے۔ اور اُن کی رائے بمنزلہ ایک ووٹ کے ہوگی۔ میں امور ذیل پر بحث کرنا چاہتا ہوں اور ان امور کے علاوہ اگر کوئی اور امر میرے خیال سے رہجاوے تو میرے دوست مجھے بذریعہ خط اطلاع بخشیں تاکہ ہر ایک امر کی تکمیل ہو جاوے۔

(۱) ضرورت رسالہ (۲) سرمایہ رسالہ (۳) رسالہ کا نام (۴) جائے اشاعت رسالہ۔ (۵) مضامین رسالہ (۶) قیام پریس انگریزی۔ (۷) میعاد رسالہ (۸) قیمت رسالہ۔

ضرورت رسالہ

خدام مسیح الموعود علیہ السلام کو شاید اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ خود حضرت امام ہمامؑ نے میری اس تجویز کو بدل پسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہم تو اس رسالہ کی اشاعت میں اپنی بہاری اغراض کی تکمیل سمجھتے ہیں۔ جس قوم کی اصلاح کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی پاک درگاہ سے اس چودہویں صدی کے مجدد کا نام مسیح رکھا گیا اُس قوم کی زبان اسوقت انگریزی ہے اور جب تک اسلام کی خوبیاں اور قرآنی اعلیٰ تعلیم بذریعہ زبان انگریزی اشاعت نہ پاوے اس قوم پر کوئی ہماری طرف سے اتمام حجت نہ ہوگی۔ ہندوستان میں مختلف اخبارات انگریزی زبان میں مسلمانوں کی طرف سے نکلے اور شاید آئندہ نکلیں۔ اور اُن کا یہ ہی فرض تھا کہ وہ انگریزی خوان پبلک کے آگے اسلامی تعلیم کو پیش کرتے لیکن میں بڑی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی اخبار نے آج تک اس فرض کو پورا نہ کیا اور حق تو یہ ہے کہ ان اخبارات کے اڈیٹر اور منتظم ایسا کر ہی نہ سکتے کیونکہ یہ امر انکی قابلیتوں سے بعید تھا۔

یہ امر کیا دوست کیا دشمن سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کی خوبیاں اور اسلام کا ڈیفنس آجکل کے مذاق کے مطابق غیر اسلامی پبلک کے آگے پیش کرنا صرف حضرت اقدسؑ کا ہی کام ہے۔ لیکن جو ہماری مشکلات اس راہ میں درپیش ہیں وہ یہ ہیں کہ آجکل کا مذاق ہو گیا ہے انگریزی لباس کے کسی اور چیز کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ نیز علی العموم بہ تقلید فرنگستان۔ لامذہبی اور دہریت نے اسقدر مزاجوں پر غلبہ کیا ہوا ہے کہ کوئی امر ہو اگر اُس کے ساتھ مذہب کی بو لگی ہو تو آجکل دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ البتہ اگر ان لوگوں کے سامنے بزبان انگریزی مذہبی مضامین کسی انداز سے پیش کئے جاویں۔ تو یہ بیشک مستفید ہونے کو طیار ہیں یورپ نے مذہب کو سخت نفرت سے دیکھا اور ہر ایک مذہبی تحریک کو از قسم جنون و مالیخولیا قرار دیا ہے لیکن یورپ اسمیں قصور وار نہیں اُسکے آگے مایوس مذہب پیش کیا گیا جو واقعی قابل نفرت تھا اُس کے بعد کیا کوئی مذہب کا شیدا بتلا سکتا ہے کہ جب باقاعدہ طور سے کوئی اور مذہب کسی نے پیش کیا اور اُنہوں نے پسند نہ کیا اسلام کو شیخ کو ئلیم اور شیخ ویب اور چند ہندوستانی متکلمین نے بذریعہ زبان انگریزی اپنے محدود معلومات تک پیش کیا حالانکہ ان لوگوں کے معلومات کو ہمارے امامؑ کے معلومات کے مقابل کوئی نسبت نہیں۔ تاہم ان لوگوں نے بھی یورپ اور امریکہ میں ہوا خواہ پیدا کرلئے۔ اور ڈوئی نے نانند امریکہ میں گیا اور اپنے مرید بنالایا۔ حق تو یہ ہے کہ مذہب کی طرف سے مغربی دنیا کا سینہ بالکل صاف ہے اور وہ اس پر مذہب کی تاثیر کو ڈالنا پسند نہیں کرتے کیونکہ مایوس (عیسائی) مذہب نے بہت بڑا اثر اُن کے دلوں پر بیٹھا رکھا ہے لیکن وہ لوگ تحقیق پسند ہیں اور معقولیت کے شیدا اُن لوگوں کے سینہ صاف ہیں اب آپ اگر کوئی اچھا نقش پیدا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن آپ کو زبان انگریزی سے استمداد کرنی ہوگی۔ حضرت اقدسؑ کے بہت سے مضامین اس قسم کے ابھی نامکمل صورت میں ہیں کہ ہم نے بارہا اُنکے متعلق بڑے بڑے فاضل انگریزوں سے گفتگو کی۔ اور وہ سخت حیران رہگئے۔ اور اُنہوں نے انشراح صدر سے ہمارے دعاوی کو بزنگ صداقت قبول کیا سو اگر ہمارے پاس انگریزی زبان کا رسالہ ہو تو ہم اُس رسالہ کے ذریعہ ان صداقتوں کی

اہل یورپ کے آگے ہندوستان انگلستان اور امریکہ میں پیش کریں۔ وہ رکیوں جاویں جلسہ اعظم مذاہب میں جو مضمون حضرت اقدس کی طرف سے پڑھا گیا وہ آجکل کے فلسفہ اور سائنس کی جان ہے۔ کیا اس کے پسند کرنے والے علی العموم انگریزی علوم سے فیض یافتہ نہ تھے۔ بلکہ میرے نزدیک تو حضرت اقدس کے تحقیق کے قدردان ہی انگریزی مذاق کے لوگ ہیں کیونکہ وہ ندرت کے عاشق ہیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو مضمون مذکورہ بالا کی بہتر اور عمدہ اور مضامین بھی نکل سکتے ہیں۔ اہل مغرب کے علاوہ اس انگریزی رسالہ کے ذریعہ ہم انگریزی خوان جماعت اسلام کو مستفید کرنا چاہتے ہیں اسوقت ہندی مسلمانوں میں بھی ایک جماعت ہے جو ہماری نسل کے خیالات کی حکمران ہے کیونکہ یہی لوگ ذیجاہ اور اہل ثروت ہیں ان لوگوں میں بھی ایک حد تک دہریت اور لامذہبی پھیلتی جاتی ہے اور اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کے آگے جو علما نے مذہب پیش کیا ہے وہ بھی قابل تشفی نہیں۔ یہ گروہ مذہب کو ایک سوسائٹی کے رنگ میں دیکھتا ہے۔ انکے آگے اگر معقول طور پر مذہب اسلام پیش ہو تو کیوں یہ اپنے آبائی مذہب کو خیرباد کہیں یہ لوگ بھی اردو زبان سے متنفر ہیں۔ اور انگریزی زبان میں جو رطب یابس ہو اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ نیز انکو ہمارے مشن کے متعلق ایک دھوکہ سا لگ گیا ہے یہ لوگ ہرگز درمیانی نزاعوں کو پسند نہیں کرتے اور بار بار طنزاً کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان علما کو مخاطب کرکے اپنے قوای کو بہتر کام سے الگ کر رکھا ہے اور رفتہ رفتہ ان کا خیال یہاں تک پختہ ہو گیا ہے کہ اب وہ ہماری تحریرات کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لوگ حقیقت سے ناآشنا ہیں لیکن ایک حد تک معذور ہیں مجھے اپنا زمانہ یاد ہے کہ میں کسطرح حضرت کے مشن کی طرف راغب ہوا۔ اُسوقت میرے نزدیک وفات حیات مسیح کا مسئلہ ضروریات سے نہ تھا۔ میری آنکھوں میں جو حضرت کی وقعت اور عزت پیدا ہو گئی تو صرف اس لئے کہ میں نے براہین احمدیہ کو دیکھ کر اپنے دل کو اُن شکوک سے پاک کر لیا کہ جن کے رہنے کو میرے اسلام میں شبہ تھا ہاں البتہ جب حضرت کے متوسلین میں سے ہو گیا تو مجھے اُن تمام تحریرات کی ضرورت سمجھ میں آگئی اور میں اُنپر ایمان لے آیا جو وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی قلم سے نکلتے ہیں۔ سو ان لوگوں کے آگے اگر وہ مضامین اسلامی معقولی رنگ میں پیش ہوں کہ جنکی ماننے میں ان لوگوں کو بسبب تعلیم مغربی تامل ہے تو یہ کیوں اُس پاک انسان کے اولاً قدردان اور بعد میں پرستار میری طرح نہ ہو جاویں گے کہ جسکی تحریر نے اُن کے دلوں کو جلا دینے اور بد اعتقادی کے زنگ سے پاک کر دیا۔ نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ کا توسل بعض انگریزی رسائل کے باعث ہوا۔

حضرت اقدس کے گذشتہ تین چار رسائل علی العموم علما کے خطاب میں گذرے ہیں اور اس خطاب سے ان انگریزی خوانوں کو کوئی متعلق نہیں کیا اب ان انگریزی خوانوں کو حق نہیں کہ حضرت اقدس سے یہ لوگ بھی مستفید ہوں اور میرے نزدیک علما کے گروہ سے یہ گروہ زیادہ سعید ہے اور زیادہ مفید لیکن ان کے لئے بھی زبان انگریزی کی ضرورت ہے سو یہ ایک دوسری ہماری ضرورت ہے جسکے لئے انگریزی کے رسالہ کی ضرورت ہے ان علاوہ مدراس بمبئی اور بنگال احاطہ کے اسلامی اور غیر اسلامی باشندہ مختلف زبانوں کے ہیں سب کی مادری زبان اردو میں نہیں ہے انکے لئے اگر کوئی زبان مشترک ہے تو صرف انگریزی ہے

تیسری ضرورت جو مجھے اس رسالہ کی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ انگریزی ہے اور ہمیشہ اصول مملکت کو اُس ایک حکمران قوم نئے فرقہ سے بدظن ہوتی ہے۔ اس انگریزی رسالہ کے ذریعہ ہماری اصلی حالت گورنمنٹ پر روشن ہو جاوے گی گذشتہ تین سال میں کسقدر زر کثیر سے ہمکو انگریزی رسائل اور اشتہارات نکالنے پڑے اگر ہمارا کوئی رسالہ انگریزی ہوتا تو ہم کو ان زاید اخراجات کی ضرورت نہ پڑتی۔

چوتھی ضرورت جو مجھے اس رسالہ کی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی رسالہ یا اخبار نہایت اعلیٰ مضامین کا ہو اور وہ اعلیٰ حکام تک اور یا سوسائٹی کے معززین تک پہونچتا ہو تو وہ صحیفہ یا اخبار بذات خود ایک طاقت ہو جاتا ہے اور اُس کا منتظم یا ایڈیٹر ایک باوقعت انسان سوسائٹی میں سمجھا جاتا ہے جو ہر ایک سوشل اور ملکی تحریک میں حصہ لے کر اپنے اغراض کی حفاظت کر سکتا ہے۔

پانچویں ضرورت وہ میرے نزدیک سب سے بڑھ کر ضرورت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو انگریزی مذاق کے مطابق عمدہ سے عمدہ مضامین لکھنے کی تحریک ہو گی۔ اور وہ بڑے خزائن معارف قرآن کے جو اللہ تعالیٰ نے اس پاک انسان کے سینہ میں ودیعت کئے ہیں انکو کاغذ اور قلم کے حوالہ کرنے کا بہاری محرک یہ رسالہ ہو گا۔ کیونکہ اس رسالہ کے ناظرین پرانے بوسیدہ دماغ کے ملا نہ ہوں گے۔ جو لفظی نزاعوں میں پڑے رہتے ہیں دیکھو جلسہ مذاہب کی تحریک نے کیسا عظیم الشان مضمون حضرت کی قلم سے لکھوایا اور یہ رسالہ تو بذات خود ایک مستقل تحریک ہو گا کیونکہ اصل ایڈیٹر اس رسالہ کے خود حضرت ہوں گے۔ میں اس مضمون کو اور طول دے سکتا تھا لیکن میرے نزدیک جسقدر لکھا ہے یہی کافی سے زیادہ ہے کیونکہ میں نے لاہور۔ امرتسر۔ قصور۔ وزیرآباد۔ جہلم۔ اور پشاور کے احباب سے ان مختلف شہروں میں جا کر اس امر پر جب گفتگو کی تو اُنکو بالحجت اس رسالہ کو خوش آمد کہتے دیکھا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ اس عنوان کے متعلق لکھوں گا۔ سردست مجھے آج کے ہی نمبر میں سرمایہ رسالہ کے متعلق اپنی تجویز پیش کرتا ہوں جو میں سب امور پر فائق سمجھتا ہوں اس لئے اب سرمایہ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتا ہوں۔

سرمایہ رسالہ

حضرت امام الوقت نے اس امر کے متعلق اشتہار رسالہ میں کوئی رائے

ظاہر نہیں فرمائے البتہ یہ امر قرار دیا ہے کہ اس
رسالہ کا سرمایہ یا اسکی آمد بطور ایک تجارت کے ہوگی
یعنی جیسے ہم لوگ اور تجارتیں کرتے ہیں یا جس طرح
اور اخبارات تجارتی اصول پر نکلتے ہیں اس طرح
یہ رسالہ بھی تجارتی غرض پر ہے یعنی جو لوگ اسکو
سرمایہ کو بہم پہونچاویں وہی اسکے نفع نقصان کے
مالک ہونگے- یہ امر دوسرا ہے کہ اس رسالہ کے
نفع سے کوئی مخلص یا ارادت دوست اپنا تعلق
نہ رکھے- اب اس امر کے متعلق میری یہ رائے
ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت کا انتظام تب کیا جاوے
جب تک کہ اسکا سرمایہ تین سال تک کا بہم نہ پہنچ
لیا جاوے اور وہ سرمایہ نقد روپیہ کی صورت میں
کسی سرکاری بنک میں داخل نہ ہو جاوے-

مثلاً اگر یہ رسالہ ماہواری کم از کم پچاس صفحہ کا
نہایت عمدہ کاغذ پر ہو تو اسکی چھپوائی وغیرہ
کے اخراجات میرے نزدیک دو سو پچاس روپیہ
ماہوار ہونگے سو تین سال کا خرچ اس حساب سے
نو ہزار روپیہ ہوگا اور مبلغ ایک ہزار روپیہ کا
کتب خانہ سو اسطرح جب تک دس ہزار روپیہ
بنک میں جمع نہ ہو جاوے میرے نزدیک رسالہ کی
اشاعت کا خیال لا حاصل ہے- اگر دس ہزار روپیہ جمع
کر کے ہم رسالہ کو شایع کریں تو گویا تین سال کے لئے ہم
اخراجات سے بے فکر ہو گئے اور کوئی وجہ نہیں
کہ ان تین سالوں میں رسالہ کی مداومت کے سامان
خدا تعالیٰ پیدا نہ کر دے- میری رائے یہ ہے کہ اس
سرمایہ سے تو ہم اخراجات رسالہ نکالیں اور جو آمد
وصول ہو اسکو الگ بنک میں جمع کر لیا جاوے
پھر تین سال کے بعد دیکھا جاویگا کہ ہم کو کہاں تک کامیابی
ہوئی رہا یہ کہ یہ دس ہزار روپیہ کہاں سے پیدا
ہو سو میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس دس
ہزار روپیہ کو ہزار حصص میں تقسیم کیا جاوے
اور جو شخص اس تجارت میں شریک ہونا چاہے
وہ کم از کم ایک حصہ تک خریدے یعنی دس روپیہ
دیکر وہ مالک رسالہ بن سکے- اور یہ حصہ بطور
چندہ و اخبار نہیں جسکا صلہ وہ خدا کے ہاں ہی
پاویگا- بلکہ وہ اس رسالہ کے منافع کا حصہ دار
بطور حصہ رسدی ہوگا- اور تین سال کے بعد
اُسکا حق ہوگا کہ اگر وہ اپنا حصہ واپس لینا چاہے
تو حصہ لیلے یا اس تجارت کو جاری رکھے- میرے
نزدیک یہ بہت ہی آسان طریق سرمایہ کے
جمع کرنے کا ہے ایک اللہ کلام ہیں چندہ دینے
کے وقت ایک انسان اپنی وسائل پر غور کر سکتا
ہے لیکن تجارت میں وسعت اور حیثیت کا کوئی
سوال نہیں میں جہاں جہاں مذکورہ بالا شہر دل
میں اس رسالہ کی غرض کے لئے گیا میرے دوستوں
نے اس تجویز متعلقہ فراہمی سرمایہ کو بہی پسند کیا
اگرچہ اُن احباب نے مجھے اُن حصص کی تعداد نہیں
بتلائی کہ جو حصص وہ خریدنا چاہتے ہیں لیکن میرا
قیاس ہے کہ دو صد سے اوپر حصص کے خریدار
پیدا ہو گئے ہیں- لہذا میں تمام احباب کی خدمت
میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میری اس تجویز سے اِن
دوستوں کو اتفاق ہے تو مجھے بذریعہ خط
براہ راست اطلاع دیں اور نیز وہ یہ بھی مجھے
اطلاع بخشیں کہ وہ کسقدر حصص خرید سکتے ہیں-
حضرت نے اس رسالہ کے متعلق جو جلسہ قرار دیا
ہے وہ اپریل میں ہوگا اور اس کے متعلق جو دوسرے
اور انتظام قابل غور ہیں اُنکے متعلق تجاویز جیسے
اور اور ضروریات بہم پہونچانیں پانچ چھ ماہ
اور لگ جاوینگے سو گویا آج سے کوئی آٹھ
دس ماہ کے بعد یہ رسالہ شایع ہوگا- اگر کوئی
دوست صرف دس روپیہ ماہوار کی ہی وسعت
رکھتا ہو اور اس پاک رسالہ کا مالک بن کر
اجر دارین حاصل کرنا چاہے تو وہ ایک روپیہ
ماہوار بچاکر ایک حصہ خرید سکتا ہے- میرے نزدیک
اگر اسطرح ہمارے غریب سے غریب اور ذی وسعت
احباب سب ملکر مالک رسالہ بننے کا ارادہ کر لیں
تو انشاء اللہ دس ہزار کیا بیس ہزار کا جمع ہونا
بہت آسان ہے- ذیل میں اُن احباب کا نام
لکھتا ہوں کہ جنہوں نے اس رسالہ کا مالک ہونا
پسند کیا ہے لیکن تعداد حصص سے مجھے اطلاع
نہیں دی ہاں سوا حضرت قبلہ مولوی حکیم نورالدین
صاحب جو ہر ایک نیکی میں گوئے سبقت لیجاتے
ہیں- اور اُن کے دوست حکیم فضلدین صاحب
بھیروی- یعنی حضرت حکیم صاحب قبلہ نے پچاس
حصوں کی خریداری اور حکیم فضل دین صاحب
نے دس حصص کی خریداری منظور فرمائی ہے
اور نیز ان اسماء ذیل کے احباب کی خدمت
میں التماس ہے کہ وہ مجھے اطلاع بخشیں کہ وہ
کسقدر حصص خریدینگے میری اس تحریر کو کافی
سمجھیں- ڈاکٹر رحمت علی صاحب مقیم قادیان
میرزا محمد نواب صاحب قادیان - میاں نبی بخش رفوگر امرتسر
میاں محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ امرتسر- شیخ رحمت اللہ
صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور- منشی تاجدین صاحب
دفتر اگزیمنر ریلوے- حکیم فضل الٰہی صاحب لاہور
حافظ فضل احمد صاحب معہ برادر لاہور-
میاں معراج الدین صاحب معہ برادران لاہور-
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور-
ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہور- مفتی محمد صادق صاحب قادیان
شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد- خلیفہ نورالدین صاحب جموں-
میاں الہ دتا صاحب سوداگر جموں-
منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم-
مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم-
راجہ شیر محمد خان صاحب جموں-
خواجہ جمال الدین صاحب جموں-
مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور-
ان کے علاوہ کل برادران قوم کی خدمت میں
التجا ہے کہ وہ حتی الوسع اپنے بھائیوں میں
اس رسالہ کی تجویز کی اشاعت دیں اور وہ جتنی
بھی قوم میں حصص پیدا کرنے کی کوشش
کریں ہمیں سرمایہ جمع کرنے کے لئے دوسروں
سے واسطہ نہیں- آپکا خادم اور آپ کی
دعاوں کا محتاج
کمال الدین وکیل پشاور ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

(الحکم-) یہ تجویز بہت بڑی قدر کے قابل ہے
ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہے- چونکہ اس
تجویز پر مفصل خیالات اور رائے ظاہر کرنے کے
لئے عید اضحیٰ کی تقریب کا جلسہ قرار پایا ہے اسلئے
سردست مکرمی خواجہ صاحب کی یہ مہلت
اس کے مفاد اور ضرورت کے اظہار کے لئے
کافی ہے- ہم خواجہ صاحب کو یاد دہانی کرتے
ہیں کہ وہ ان حصص کے روپیہ وصول ہونے
کے قواعد بھی سردست تجویز کر کے شایع
کر دیں ہمارے اپنے خیال میں اگر یہ سہولت
دی جاوے کہ فی حصہ ایک روپیہ ماہوار
کے حساب سے داخل کرایا جاوے تو جب تک کام
شروع ہو اُس وقت تک ایک معمولی درجہ
کے آدمی کو بھی شریک ہونے کا موقع مل سکتا
ہے- اور اوسط درجہ کے آدمی بھی
متعدد حصے خرید لیں گے ہم امید کرتے
ہیں کہ عنقریب اسکے متعلق دوسرا
مضمون جو ما قل و دل کا مصداق ہوگا
شائع کرنے قابل ہو سکیں گے-

بقیہ رسید زر

دسمبر معرفت مرزا خدا بخش صاحب

شیخ قایم علی صاحب از مالیر کوٹلہ عمہ
شیخ نواب صاحب ۸ر
سید سعادت علی صاحب جمعدار مہابن ۳مہ
میاں عبد الرحمن صاحب طالب علم ۴ر
میاں مولا بخش صاحب درزی عمہ

دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

رسید زر

جو چندہ معرفت مرزا یعقوب بیگ صاحب وصول ہوا

منشی محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم صہ
مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن عہ
میاں حیات محمد صاحب کنسٹبل پولیس ۸ر
میاں علی محمد صاحب ۸ر
شادبال خاں عمہ
میاں شرف الدین صاحب کوٹلہ عمہ
میاں سعد اللہ نو مسلم جہلم ۲ر
قاری صاحب ۴ر
میاں امام الدین صاحب کمپوڈر ۸ر
میاں محمد الدین صاحب کمپوڈر عمہ
غلام محمد صاحب ۴ر
میاں امام الدین صاحب ۲ر
فتح محمد صاحب ۸ر
سائیں موسیٰ لازم ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب جہلم ۲ر
شیر باز خاں صاحب ۸ر
میاں حسن الدین صاحب ۱ر
میاں کریم اللہ صاحب عمہ
میاں اللہ بخش صاحب عمہ
میاں محمد الدین صاحب ۴ر
میاں اللہ دتا صاحب ۸ر
میاں محمد حسن صاحب عمہ
سلطان محمد صاحب ۲ر
عمر بخش صاحب ۲ر
شیر محمد صاحب ۸ر
میاں علی حسن صاحب ۱ر
میاں عبد اللہ مستری عمہ
میاں غلام رسول صاحب عمہ
میاں فضل الدین رنگریز ۲ر

میاں نظام الدین صاحب جہلم ۶ پائی
میاں سلطان محمد صاحب پاپوش فروش جہلم عمہ
محمد امین صاحب بکٹ فروش ۴ر
حافظ محمد حیات صاحب ۴ر
میاں امام الدین صاحب گاڑیبان عمہ
میاں قمر الدین صاحب گھڑی ساز عمہ
میاں اللہ دین صاحب عگ
قاضی اللہ دین صاحب عگ
امام الدین صاحب از سیکھواں ۲ر
محمد صدیق صاحب ۲ر
نظام الدین صاحب از تہہ غلام نبی ۲ر
قاضی صادق علی صاحب محافظ دفتر جوڈیشل انبالہ عگ
میر امجد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر انبالہ عگ
غلام رسول صاحب سارجنٹ پولیس از انبالہ عمہ
محمد قاسم صاحب ڈپٹی انسپکٹر عگ
غلام محمد صاحب سٹیشن ماسٹر عمہ
دین محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر عگ
محمد مقبول صاحب میر منشی لال کرتی عہ
بابو محمد بشیر صاحب دفتر محکمہ نہر عہ
ڈاکٹر رحمت علی صاحب (رٹشی) از افریقہ سو
محمد خاں صاحب از جستروال ضلع سیالکوٹ سے
مہر دین صاحب از لالہ موسےٰ سے
محمد جان صاحب معہ اہل خانہ از وزیرآباد عہ
حافظ غلام رسول صاحب تاجر صہ
شیخ سعاز احمد صاحب تاجر صہ
شیخ عبد الرحمن صاحب عمہ
میاں خدا بخش صاحب ۸ر
شیخ علی محمد صاحب ڈاکٹر جیوں صہ
میاں جان معمار عگ
معلوم الاسم عگ
حافظ غلام رسول صاحب عہ
سید عبد الغنی صاحب ملازم ڈاک خانہ از گوجرانوالہ للعہ
منشی نور الدین صاحب نقشہ نویس از گوجرانوالہ سے
میاں محمد بخش صاحب گوجرانوالہ ۸ر
میاں فضل الدین صاحب ۸ر
میاں غلام رسول صاحب ۴ر
شیخ کریم بخش صاحب عمہ
میاں محمد سلطان صاحب ۲ر

میاں میراں بخش صاحب گوجرانوالہ عگ
میاں امام الدین صاحب ۴ر
میاں محمد الدین صاحب ۴ر
نواب خاں صاحب عمہ
رجب علیخاں صاحب از پٹیالہ عمہ
محمد عبد اللہ خاں صاحب سے
محمد حسین صاحب عگ
محمد عباد اللہ صاحب ۴عہ
شیخ محمد کرم الٰہی صاحب ۓ
حافظ نور محمد صاحب ۳ر
محمد افضل صاحب از افریقہ صہ
غلام نبی صاحب از راولپنڈی عہ
حافظ نور محمد صاحب از فیض اللہ چک عہ
چراغ دین صاحب از امرتسر عہ
امیر بخش صاحب دلال پشمینہ از امرتسر عگ
علی احمد صاحب محلہ دار انسر از بہا کپکر ۴ر
ماسٹر شیر علی صاحب از لاہور عہ

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس اعجازی تفسیر فاتحہ لکھ رہے ہیں ۵۶ صفحہ تک چھپ چکی ہے ابھی تک مقدمہ ہی ہے

۲- مولوی عبد الرحیم صاحب کشمیری مع رفقاء واپس تشریف لے گئے ہیں۔

۳- تفسیر القرآن کے ۱۰ رکوع چھپ چکے اور گیارہواں رکوع پریس میں جا چکا ہے اب صرف ۵ رکوع باقی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ خاکسار مرتب تفسیر القرآن زیادہ سے زیادہ ۱۵ فروری تک خریداران تفسیر القرآن کو پہلا پارہ انشاء اللہ پہونچا دیگا۔ جن صاحبوں کی قیمتیں بدپیشگی وصول نہیں ہوئی ہیں۔ انکو بحساب عہ فی پارہ بلا محصول بذریعہ وی۔ پی۔ روانہ کیا جاویگا اور جن کی قیمتیں وصول ہو چکی ہیں۔ انکو عہ فی پارہ کے حساب سے اس کے بعدمیں بلا فصل ارادہ رکھتا ہوں کہ دوسرا پارہ شروع کردوں مگر یہ زیادہ تر منحصر ہے ان قدر دانوں پر جو پیشگی قیمت دیکر مدد کرینگے کیونکہ اس پہلے پارہ کی اشاعت میں بڑا امر مانع یہی تھا کہ در خواستیں تو آگئی تھیں مگر قیمتیں نہ آئیں جسکی وجہ سے دیر پڑی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دہند جالا پڑوال غبار پھولا۔ سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کی بیماریوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے ر خالص ممیرانی مارعہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے۔

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ الغرض میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی نمبر ۵ لغم سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھا۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میاں سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر بیج لال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج کئی اقسام کے مریضوں پر استعمال کیا ہے۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء سے جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی احمدی کے اہتمام سے چھپا

تقریر مبارک

ہر ایک قدم جو صدق اور تلاش حق کے لئے اُٹھایا جاوے اُس کے لئے بہت بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے۔ مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جسکو دنیا دار کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔

بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ باوجود آشکارا ہونے کے مخفی اور نہاں در نہاں ہے اور اسی لئے **الغیب** بھی اُس کا نام ہے۔ اسی طرح **ایمان بالغیب** بھی ایک چیز ہے جو گو مخفی ہوتا ہے مگر عامل کی **عملی حالت** سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے اگر خدا پر ایمان ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں وہ صدق و حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی جو ایمان کا خاصہ ہے۔

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن طیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے **ایمان** ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کون سی بات تھی جو انکو اُمید دلاتی تھی کہ اس طرح ایک بیکس ناتوان انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہم کو کوئی **ثواب** ملیگا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنا لیا جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور وہ چکنا چور کر ڈالے گا۔ اسی طرح یہ ہم ضائع ہو جائیں گے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مرجانا اس کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ اس نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہری آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا وہ **ایمانی آنکھ** تھی اور ایمانی **قوت** تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر ایمان ہی غالب آیا۔ اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جبیر سنتے تھے اور جسکو **ناتوان** اور بیکس کہتے تھے اس نے اس ایمان کے ذریعہ انکو کہاں پہونچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اسے دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہ کی نہ تھکی نہ ماندہ ہوئی بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھلائے اور پھر بھی کہا تو یہی کہا کہ جو حق کرنے کا تھا نہیں کیا۔ ایمان نے ان کو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں سر کا دینا اور جان کو قربان کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی اور **اوائل اسلام** میں جبکہ ابھی کوئی بین نتائج نظر نہ آنکے تھے دیکھو کسقدر مسلمانوں نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کیسی کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں محض **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے کے بدلے برداشت کیں ایک وہ زمانہ تھا کہ سر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی اور یا **ایک یہ زمانہ ہے** کہ ایمانی قوت باوجود اس کے کہ مخالف اس قسم کی اذیتیں نہیں دیتے ایک عادل **گورنمنٹ** کے سایہ میں رہتے ہیں سلطنت کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی۔ علوم دین حاصل کرنیکے پورے سامان میسر ہیں۔ ارکان مذہبی ادا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہے **ایک سجدہ کا کرنا بار گراں معلوم ہوتا ہے**۔ غور تو کرو کہاں سر اور کہاں صرف ایک **سجدہ**! اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج **ایمان کیسا انحطاط** کی حالت میں ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطبا کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوے تو آنکھ آجاتی ہے (آنکھ دکھنے لگتی ہے ایڈیٹر) اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے۔ اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے منہ میں پانی ڈالکر کلی کرنا ہوتا ہے مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کیطرف اپنی حاجات لیجاتا ہے اور اسکو اپنے مطالب عرض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دعا کرنے کے لئے فرصت ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ نماز میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اگرچہ بعض نمازیں تو پندرہ منٹ سے بھی کم میں ادا ہو جاتی ہیں پھر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ نماز کے وقت کو تضییع اوقات سمجھا جاتا ہے جس میں اسقدر بھلائیاں اور فائدے ہیں اور اگر سارا دن اور ساری رات لغو اور فضول باتوں یا کھیل اور تماشوں میں ضائع کر دیں تو اسکا نام مصروفیت رکھا جاتا ہے۔ اگر قوی ایمان ہوتا تو قوی تو ایک طرف اگر ایمان ہی ہوتا تو یہ حالت کیوں ہوتی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی۔ باوجود اس کے کہ اسقدر ایمانی حالت گر گئی ہے۔ اسپر بھی اگر کوئی اس کمزوری کو محسوس کر کے اس کا علاج کرنا چاہے اور وہ راہ بتاوے جسپر چل کر انسان خدا سے ایک قوت اور شجاعت پاتا ہے تو اُسکو کافر اور دجال کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ **ایمان** کا ایک نتیجہ یقین نہیں کر سکتے تو کم از کم **فرض** ہی کر لیں فرض پر بھی تو بڑے بڑے نتائج مترتب ہو جاتے ہیں۔ دیکھو **اقلیدس** کا سارا مدار فرض ہی پر ہے اس سے بھی کسقدر فوائد پہنچتے ہیں بڑے بڑے علوم کی بنا اولاً فرض پر ہی ہوتی ہے۔ پس اگر ایمان کو بھی فرض کر کے ہی اختیار کریں تب بھی یقین ہے کہ وہ خالی ہاتھ نہ رہتے مگر یہاں تو اب یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ سرے ہی سے اس کو ایک ہیچ شے سمجھتے ہیں

میں پھر صحابہ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ **وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے** اور جو باطل پرست مخلوق کی نظر دں سے پوشیدہ اور نہاں ہے انھوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے انکو ذرا بھی پروا ہونے نہیں دی کہ قوم چھوڑی ملک چھوڑا جائیدادیں چھوڑیں احباب و رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا وہ صرف **خدا ہی پر بھروسا تھا** اور ایک خدا پر بھروسا کے لیے انھوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے **ایمان تھا** اور صرف **ایمان تھا** اور کچھ نہ تھا۔ ورنہ بالمقابل دنیا داروں کے منصوبے اور تدبیریں اور کوششیں اور سرگرمیاں تھیں جو وہ کامیاب نہ ہو سکے انکی تعداد۔ جماعت۔ دولت سب کچھ زیادہ تھا مگر **ایمان نہ تھا** اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے مگر صحابہ نے ایمانی قوت سے سب کو جیت لیا۔ انھوں نے جب ایک شخص کی آواز سنی جس نے باوصفیکہ امی ہونے کے حالت میں پرورش پائی تھی۔ مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا جب اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوں یہ سنتے ہی ساتھ ہو گئے اور پھر دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے چلے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے انکی یہ حالت بنا دی اور وہ **ایمان تھا**۔ یاد رکھو **خدا پر ایمان بڑی چیز ہے**۔

انگریزی اور مغربی قومیں دنیا کی تلاش اور خواہش میں لگی ہوئی ہیں ابتدا میں ایک موہوم اور خیالی امید پر کام شروع کرتے ہیں سیکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں ہزاروں لاکھوں روپے برباد ہوتے ہیں آخر ایک بات پا ہی لیتے ہیں۔ پھر کسقدر افسوس اور تعجب ان پر ہے جو کہتے ہیں **خدا نہیں مل سکتا** کسی نے مجاہدہ اور سعی کی اور پھر خدا کو نہیں پایا؟ خدا تو ملتا ہے اور بہت جلد ملتا ہے لیکن اس کے پانے والے کہاں؟؟؟

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ **خدا نہیں ہے**؟ تو یہ بڑی بیہودہ بات ہے اور اس سے بڑھکر کوئی نادانی اور بے وقوفی نہیں ہے جو خدا کا انکار کیا جاوے دنیا میں دو گواہوں کے کہنے سے عدالت ڈگری دیدیتی ہے۔ چند گواہوں کے بیان پر جان جیسی عزیز چیز کے خلاف عدالت فتویٰ دیدیتی ہے اور پھانسی پر لٹکا دیتی ہے حالانکہ بسا اوقات ان میں جعل اور سازش کا احتمال بھی ہوتا ہے لیکن خدا کے متعلق ہزاروں لاکھوں انسانوں نے جو اپنی قوم میں اور ملک میں مسلم راستباز تھے جنھوں نے شہادت دی ہو اسکو کافی نہ سمجھا جاوے اس سے بڑھکر حماقت اور ہٹ دھرمی کیا ہوگی لاکھوں **مقدسوں کی شہادت** موجود ہے اور پھر انھوں نے اپنی عملی حالت سے بتا دیا ہے اور صدق دل سے یہ شہادت دیدی ہے کہ **خدا ہے اور ضرور ہے** اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ بے وقوف ہے۔ اور پھر عجیب تو یہ بات ہے کہ کسی معاملہ میں رائے دینے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا علم ہو جس شخص کو علم ہی نہیں وہ رائے دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا رائے زنی کرے تو کیا وہ احمق اور بے وقوف نہ کہلائے گا ضرور کہلائے گا بلکہ دوسرے دانشمند اسکو شرمندہ کریں گے کہ احمق جب کہ تجھے کچھ واقفیت ہی نہیں تو پھر تو رائے کسطرح دیتا ہے۔ اسطرح جو خدا کی نسبت کہتے ہیں کہ نہیں ہے ان کا کیا حق ہے کہ وہ رائے دیں جبکہ الٰہیات کا علم ہی انکو نہیں ہے۔ اور انھوں نے کبھی مجاہدہ ہی نہیں کیا ہے ہاں انکو یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا اگر وہ ایک خدا پرست کے کہنے کے موافق تلاش حق میں قدم اٹھاتے اور خدا کو ڈھونڈتے پھر اگر انکو خدا نہ ملتا تو بے شک کہدیتے کہ خدا نہیں ہے لیکن جب کہ انہوں نے کوئی کوشش اور مجاہدہ نہیں کیا ہے تو انکو انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔ غرض **خدا کا وجود ہے** اور وہ ایک ایسی ہستی ہے کہ جسقدر اسپر ایمان بڑھتا جاوے اسی قدر قوت ملتی جاتی ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں ہستی نظر آنے لگتی ہے یہاں تک کہ کھلے کھلے طور پر اسکو دیکھ لیتا ہے۔ اور پھر یہ قوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے یہی ایک بات ہے جسکی تلاش دنیا کو ہونا چاہیے۔ مگر آج دنیا میں یہ قوتیں نہیں رہی ہیں اسلام جو یہ ایمانی قوت لے کر آیا تھا بہت ضعیف ہو گیا ہے اور عام طور پر مسلمانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ کمزور ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ آئے دن جلسے اور مجلسیں ہوتی رہتی ہیں اور نت نئی انجمنیں بنتی جاتی ہیں جنکا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور امداد کے لیے کام کرتی ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ان مجلسوں میں قوم قوم تو پکارتے ہیں **قومی ترقی قومی ترقی** کے گیت گاتے ہیں لیکن کوئی مجھکو یہ بتا کر کہ کیا پہلے زمانہ میں جب قوم بنی تھی وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انھوں نے ساری ترقیاں کی تھیں اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ ہاں اسی طرح ترقی کی تھی تو بیشک گناہ ہوگا اگر ہم اہل یورپ کے نقش قدم پر نہ چلیں لیکن اگر ثابت نہ ہو اور ہرگز ثابت نہ ہوگا پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا۔ ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جاوے جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہونگے جو **قرآن** کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جسکی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنی سامنے

رکھو دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انھوں نے وہ پایا جو صدیوں تک ان کے حصہ میں نہ آیا تھا وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے ان لوگوں کو کبھی کسی رسم و رواج تک میں بھی ذکر کرتے نہیے جنکو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سریہ تھا۔

خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کے فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کسقدر ہجوم ہوا تھا لیکن آخر اسپر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اسکی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا پھر اللہ تعالے کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جسکو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جائے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا یہ تندرست نہ ہونگے عزت اور عروج اسی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے آیا۔

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سست ہو جائیں اسلام کسیکو سست نہیں بناتا اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لیے کوئی وقت بھی انکا خالی نہو

ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالے کے خوف و خشیت کو اس وقت بھی مد نظر رکھیں تاکہ وہ تجارت بھی انکی عبادت کا رنگ اختیار کر لے نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں دنیا مقصود بالذات نہ ہو اصل مقصود دین ہو پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔ صحابہ کرام کو دیکھو کہ انھوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے کہ یوں تو بڑے زور لگاتے ہیں بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوئے ہیں کہ بھول کر بھی اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر ایسی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ انکی کوششیں نتیجہ خیز ہوں جبکہ وہ سب کچھ دنیا ہی کو سمجھتے ہیں یاد رکھو جب تک لا الٰہ الا اللہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو۔ کبھی ترقی نہ ہوگی۔ اگر تم مغربی قوموں کا نمونہ پیش کرو کہ وہ ترقیاں کر رہے ہیں ان کے لئے اور معاملہ ہے تم کو کتاب دی گئی ہے تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ ان کے لئے الگ معاملہ اور مواخذہ کا دن ہے تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑ دو گے تو تمھارے لئے اسی دنیا میں جہنم موجود ہے۔

ایسی حالت میں کہ قریباً ہر شہر میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے انجمنیں اور کانفرنسیں ہوتی ہیں لیکن کسی ہمدرد اسلام کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ قرآن کو اپنا امام بناؤ۔ اسپر عمل کرو۔ اگر کہتے ہیں تو یہی کہ انگریزی پڑھو۔ کالج بناؤ۔ بیرسٹر بنو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ حاذق طبیب بھی دس دن کے بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔ اگر خدا نہیں ہے تو اسکو چھوڑ کر بیشک ترقی کر لیں گے لیکن جب کہ خدا ہے اور ضرور ہے پھر اسکو چھوڑ کر کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اسی کی بہتری کرکے اسکی کتاب کی بے ادبی کرکے چاہتے رہیں کہ کامیاب ہوں اور قوم بچا دے کبھی نہیں۔

ہماری رائے تو یہی ہے جسکو انجمنیں دیکھتی ہیں ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اسپر زندہ ایمان پیدا کریں اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں تو وہ ہنسی میں اڑا دیں مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اسکو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ کو چونکہ خدا تعالے نے موقع دیا ہے کہ بمقدر دور و دراز کا سفر اختیار کرکے اور راستہ کی تکلیف اٹھا کر آئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایمانی قوت کی تحریک نہ ہوتی تو اسقدر تکلیف برداشت نہ کرتے اللہ تعالے آپ کو جزا دے اور اس قوت کو ترقی دے تاکہ آپکو وہ آنکھ عطا ہو کہ آپ اس روشنی اور نور کو دیکھ سکیں جو اس زمانہ میں اللہ تعالے نے اپنے فضل سے دنیا پر نازل کیا ہے۔ بعض اوقات انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ کہیں جاتا ہے اور پھر جلد چلا آتا ہے مگر اس کے بعد اسکی روح میں دوسرے وقت اضطراب ہوتا ہے کہ کیوں چلا آیا یہاں سے دوست آتے ہیں اور اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے جلد چلے جاتے ہیں لیکن پیچھے ان کو حسرت ہوتی ہے کہ کیوں جلد واپس آگئے (یہاں مولوی سید مہدی حسین صاحب نے کہا کہ میرا بھی یقیناً یہی حال ہوگا۔ اگرچہ نواب محسن الملک صاحب اور دوسرے

دوستوں کو تار نہ دے چکا ہوتا تو میں
(ادھر ٹھیرتا - ایڈیٹر) بہر حال میں نہیں
چاہتا کہ آپ تخلف وعدہ کریں اور جبکہ
ان کو اطلاع دے چکے ہیں تو ضرور جانا
چاہیئے لیکن میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ
پھر آئیں گے میں محض للہ اور نصیحت
کہتا ہوں کہ آپ ایک دو ہفتہ تک
کم از کم کسی دوسرے موقعہ پر یہاں
رہ جائیں + تو آپ کو بہت فائدہ
ہوگا آپ وہ باتیں سنیں گے جنکے
سنانے کے لئے خدا نے
مجھے بھیجا ہے ۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اُسوقت
کافر یہی رائے لگاتے تھے ان
ھذا الشیء یراد یہاں یہ تو
دو کا تدارک ہے ۔ مخالف جسکو
صحبت نصیب نہیں ہوتی اسکو صحیح رائے
نہیں ملتی اور دور سے رائے لگانا صحیح نہیں ۔ کیونکہ
جب تک وہ پاس نہیں آتا اور حالات پر اطلاع
نہیں پاتا کیونکر صحیح رائے حاصل
کر سکتا ہے ۔

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے
جو بنیاد اس وقت ایک سلسلہ آسمانی
کی رکھی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے
یہ سلسلہ بالکل منہاج نبوت پر قائم
ہوا ہے ۔ اس کا پتہ اسی طرز پر لگ
سکتا ہے جسطرح انبیاء علیہم السلام
کے سلسلوں کی حقانیت معلوم ہوئی
اور وہ راہ ہے صحبت میں صبر اور حسن
ظن سے رہنے کی ۔ مخالفوں کو چونکہ
اسباب نہیں ملتے اس لئے وہ صحیح رائے
اور یقینی نتیجہ پر پہونچ نہیں سکتے
انسان جب تک ان طرح طرح کے خیالات
اور اسداؤں کے پردوں کو چیر کر نہیں
نکل آتا اسکو سچی معرفت قوۃ اللہ
مرد الٰہی نہیں مل سکتی ۔ خوش قسمت
وہی انسان ہے جو ایسے مردان
خدا کے پاس رہ کر (جنکو اللہ تعالیٰ
اپنے وقت پر بھیجتا ہے) اس غرض
اور مقصد کو حاصل کرے جسکے لئے
وہ آتے ہیں ایسے لوگ اگرچہ تھوڑے
ہوتے ہیں لیکن ہوتے ضرور ہیں

وقلیل من عبادی الشکور
اگر تھوڑے نہ ہوتے تو پھر بےقدری
ہو جاتی یہی وجہ ہے کہ سونا چاندی
تھوڑا ہے اور زمین کی طرح عام نہیں ہے
ہاں یہ ضرور ہے کہ مخالف بھی
ہوں کیونکہ سنت اللہ اسی طرح جاری
ہے کہ ہر شخص جو خدا کی طرف قدم
اُٹھاتا ہے اس کے لئے امتحان ضروری
رکھا ہوا ہے ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
احسب الناس ان یترکوا
ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون
امتحان خدا کی عادت ہے یہ خیال نکرو
کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت
ہے ؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے اللہ تعالیٰ
امتحان کا محتاج نہیں ہے انسان خود محتاج
ہے تاکہ اسکو اپنے حالات کی اطلاع ہو
اور اپنے ایمان کی حقیقت کھلے مخالف
رائے سنکر اگر مغلوب ہو جاوے تو
اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے
جسقدر علوم و فنون دنیا میں ہیں بدون
امتحان انکو سمجھ نہیں سکتا ۔ خدا کا امتحان
یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری
حالت کیسی ہے ؟ یہی وجہ ہے کہ
ماموران اللہ کے دشمن ضرور
ہوتے ہیں جو انکو تکلیفیں اور ایذائیں
دیتے ہیں توہین کرتے ہیں ایسے وقت
میں سعید الفطرۃ اپنی روشن ضمیری سے
انکی صداقت کو پا لیتے ہیں ۔ پس ماموروں
کے مخالفوں کا وجود بھی اس لئے
ضروری ہے جیسے پھولوں کے ساتھ
کانٹے کا وجود ہے تریاق بھی ہے تو
زہریں بھی ہیں کوئی ہمکو کسی نبی کے زمانہ کا
پتہ دے جسکے مخالف نہ ہوئے ہوں
اور جنہوں نے اسکو دوکاندار ٹھگ
جھوٹا مفتری نہ کہا ہو ۔ موسیٰ علیہ السلام
پر بھی افترا کر دیا یہاں تک کہ ایک
پلید نے تو زنا کا اتہام لگا دیا اور
ایک عورت کو پیش کر دیا غرض ان پر
ہر قسم کے افترا کئے جاتے ہیں تا لوگ
آزمائے جاویں اور یہ ہرگز نہیں ہوتا
کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان ناپاکوں
کی پھونکوں سے معدوم کئے جاویں ۔

یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے
ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی کہ مخالف
کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جائیں اور
وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں ۔ ہاں جو
خدا کی طرف سے نہ ہو وہ آخر معدوم اور
نیست و نابود ہو جاتا ہے لیکن جسکو
خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ
کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا
وہ کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ بڑھتا ہے
اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا
کا ہاتھ ہے جو اسکو بچائے ہوئے
ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر
عظیم الشان معجزہ ہے کہ ہر طرف سے
مخالفت ہوتی تھی مگر آپ ہر میدان میں کامیاب
ہی ہوتے تھے صحابہ کے لئے یہ کیسی
دل خوش کرنے والی دلیل تھی جب وہ اس
نظارہ کو دیکھتے تھے ۔

اسلام کیا ہے ؟ بہت سی جانوں کا چندہ
ہے ہمارے آباؤ اجداد چندہ ہی میں آئے
اب اسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ
فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کل ملتوں پر غالب
کرے اُس نے مجھے اسی مطلب
کے لئے بھیجا ہے ۔ اور
اُسی طرح بھیجا ہے جس طرح
پہلے مامور آتے رہے پس
آپ میری مخالفت میں بھی بہت
سی باتیں سنیں گے اور بہت
قسم کے منصوبے پائیں گے
لیکن میں آپ کو نصیحتاً للہ
کہتا ہوں کہ آپ سوچیں اور
غور کریں کہ یہ مخالفتیں مجھے
تھکا سکتی ہیں یا انکا مجھ پر بھی اثر
ہوا ہے ؟ ہرگز نہیں
خدا تعالیٰ کا پوشیدہ
ہاتھ ہے جو میرے ساتھ
کام کرتا ہے ورنہ میں کیا
اور میری ہستی کیا ؟ مجھے شہرت
طلب کہا جاتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے
کہ اس فرض کے ادا کرنے میں مجھے
کسقدر گالیاں سننی پڑی ہیں مگر ان
گالیوں کی جو دیتے ہیں اور ان تکلیفوں
کی جو پہونچاتے ہیں ایک لحظہ کے لئے

بھی پرواہ یا خیال نہیں کرتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا **میرا خدا میرے ساتھ ہے اور اگر میں خدا ہی کی طرف سے آیا نہ ہوتا تو پھر یہ مخالفت بھی ہرگز نہ ہوتی** آپ کا اسقدر دور دراز کا سفر اختیار کرکے اور پھر تکالیف راہ برداشت کرکے آنا اللہ تعالیٰ کے حضور ایک اجر رکھتا ہے خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور توفیق دے کہ آپ **اس سلسلہ کی طرف توجہ کر سکیں جو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے**

آمین

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

تتمہ الحکم نمبر ۳ جلد ۵

پس کسقدر خوشی اور امید کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی دنیا میں بھی ملتی ہے اور اس دنیا میں نصرت اور تائید الٰہی کا ملنا آخرت کی نصرت پر ایک قوی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ نصرت اور تائید ہر مومن مخلص کو ملتی ہے اگر صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی تو البتہ عام مومنوں کے لئے کسقدر دل شکن بات ہو سکتی تھی مگر خدا کا کسقدر احسان ہے کہ فرما دیا ہے انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل اور مومن اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات سے حصہ لیتے ہیں۔ اور یہ نصرت عجیب طور پر اپنا ظہور کرتی ہے۔ کیونکہ اس نصرت سے اللہ کی ہستی کا ثبوت مامورین اللہ کی صداقت اور اللہ کے وعدوں کی تصدیق کی ایک دلیل ہوتی ہے اور ایک عظیم الشان حجت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے

جنکے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

پس میں تمھیں کہتا ہوں کہ اگر تم اللہ کی نصرت چاہتے ہو۔ اُسے سپر بنانا چاہتے ہو تو جس نے سپر بنانے کا نمونہ اپنی عملی زندگی سے دکھایا ہے اُس کے نیچے آؤ۔ اور اُس کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ پھر فرمایا **وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا** سب کے سب ملکر حبل اللہ کو پکڑ لو۔ مجھے نہایت رنج اور قلق سے کہنا پڑتا ہے کہ اس حکم پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ حبل اللہ یعنی قرآن کریم کو مضبوط پکڑنا چاہیے تھا۔ مگر اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ تمھاری کوئی حرکت اور سکون کوئی رسم اور پابندی اس رسن سے الگ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو سپر بنانے کے واسطے اسکی رضامندی کی راہوں کو معلوم کرنا از بس ضروری تھا اور وہ بیان ہوئی ہیں قرآن کریم میں اس لئے اسکو مضبوط پکڑنیکا ارشاد ہوا۔ مگر بدقسمتی سے ہزاروں بدقسمت تو ایسے ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ایک بار پڑھ لیا ہے اور بہت سے بدنصیب ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کا عطر فلاں مثنوی یا کتاب میں ہے پڑھ لیا کرتے ہیں اور اکثر ایسے بھی ہیں جو صرف الفاظ تک محدود ہیں اُن کے نزدیک قرآن کریم کے مطالب عالیہ پر اطلاع ضروری شے نہیں چہ جائیکہ اس پر عمل۔

میں ایک شخص کو قرآن پڑھاتا تھا اُس نے پڑھنا چھوڑ دیا میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو یہی جواب دیا کہ عمل تو ہوتا نہیں ہے پڑھکر ملزم کیوں ہوں وہ قرآن جس کے لئے دنیا میں ہزاروں آدمیوں کے خون بہائے گئے جسکی تعلیم کی اشاعت اور تبلیغ میں ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرناک مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وطن احباب اور عزیزوں سے الگ ہونا پڑا۔ اس قرآن کی طرف اب توجہ نہیں رہی ہاں پھر وہ قرآن جس نے دنیا میں ایک متروک اور الگ پڑی ہوئی قوم کو دنیا کا فاتح اور حکمران بنا دیا اب اسکو غیر ضروری شے سمجھا جاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دکھوں اور مصیبتوں کو جو قرآن کے پہونچانے میں نبی کریم اور آپکے جان نثار صحابہ کو برداشت کرنی پڑی تھیں بیان کیا جاوے تو دل ہل جائیں بدن پر لرزہ پڑ جائے۔ مگر اپنے دلوں میں ٹٹول کر دیکھو کہ تم نے اسکی کیا قدر کی؟ کس قدر محنت اور اس کے پڑھنے پھر سمجھنے اور دستور العمل بنانے کے واسطے کی۔ جس قدر روپیہ انگریزی تعلیم کے حاصل کرنے کے واسطے خرچ کرتے ہو اسکا سوواں حصہ بھی تو قرآن پر خرچ نہیں کیا۔ یاد رکھو جب تک قرآن پر عمل نہ ہوگا یہ ادبار اور تنزل جو مسلمانوں کے شامل حال ہے ہرگز دور نہ ہوگا۔ مگر قرآن پر عمل کرنے کیواسطے قرآن کا فہم ضروری ہے اور فہم بدون تقویٰ کے آ نہیں سکتا اور تقویٰ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک مجاہدہ نہ ہو مجاہدہ ممکن نہیں جبتک اخلاق فاضلہ نہ ہوں اور اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے واسطے امام کے حضور رہنا ضروری ہے۔ **پس یہاں آؤ اور امام کے حضور رہ کر اس بات کے حاصل کرنے کی فکر کرو جسکے لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو مبعوث فرمایا ہے**

میں نے سارا قرآن شریف ماں کی گود میں پڑھا ہے ایک سبق کی بابت تو مجھے یاد ہے کہ والد صاحب نے مسجد کی چھت پر دیا تھا اس کے بعد کسی اور سبق کی خبر نہیں ہے۔ اُسوقت کا پڑھا ہوا اب دن میں کئی بار اور کبھی رکعتوں میں پڑھتا ہوں قرآن ہی میری غذا اور میری روح کی فرحت کا ذریعہ ہے۔ باوجود اسکے کہ میں دن میں کئی بار پڑھتا ہوں لیکن میری روح کبھی سیر نہیں ہوئی۔ غرض قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بناؤ کہ یہ شفا ہے رحمت ہے نور ہے ہدایت ہے۔ اور پھر خدا فرماتا ہے **فَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا** میری رضا کا طریق مجھے سپر بنانے کا ذریعہ

ہی ہے کہ قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بناؤ ۔ اور اس کا نمونہ اس وجود میں دیکھو جو میری سپر کے نیچے ہے ۔ اس کے خلاف چال نہ چلو اور قرآن کریم کی خلاف ورزی نہ کرو ۔ اور اس کی ایک ہی راہ ہے کہ قرآن کریم کا علم پیدا کرو ۔ اور علم سعی اور مجاہدہ پر منحصر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہوں کی طرف ہدایت کر دیتے ہیں ۔

ایک بار وزیر آباد کے ریلوے اسٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں صرف ونحو تو آتی نہیں میں نے کہا صرف ونحو کی ضرورت نہیں ہے قرآن شریف میں فاعل پہلے سے موجود ہے بتانا نہیں پڑتا ۔ پھر صرف کی کیا ضرورت ہی رہی نحو قرآن شریف میں زیر زبر پہلے سے موجود ہیں پھر اس نے گھبرا کر کہا کہ اچھا معانی بدیع کی ضرورت ہے میں نے کہا کہ وہ امر زاید ہے جب وہ یہاں سے بھی رکا تو کہنے لگا کہ کم از کم لغت کی تو ضرورت ہے میں نے کہا کہ اگر تم اپنی ہی بولی پر ذرا غور کرکے قرآن شریف پڑھو تو لغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں ہے تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو میں تمہیں ترجمہ کرکے دکھا دیتا ہوں خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی **قولوا قولا سدیدا** میں نے کہا کیسی صاف بات ہے گلاں کی گل سدھی خیر یہ تو اسوقت کی بات تھی پھر میں نے غور کیا ہے کہ قرآن شریف کے الفاظ دو اور تین ہزار کے درمیان ہیں اگر ہم مسلمانی زبان مثلاً **ان شاء اللہ ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ** وغیرہ اور انکا ترجمہ سمجھیں تو قرآن شریف کے دستور العمل بنانے کا سارا حصہ حل ہو جاتا ہے ۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ دعا مانگ کر تقویٰ اللہ کے لئے قرآن شریف کھولے اور نیک صحبت اختیار کرے اور پھر ایک دور قرآن شریف کا ختم کرے ۔ جو مشکلات رہ جائیں ان کو نوٹ کرلے ۔ پھر دوسری مرتبہ بیوی کو سنا کر

اس مرتبہ میں وہ مقامات جو حل طلب باقی تھے انہیں سے کئی ایک حل ہو جاویں گے پھر تیسری مرتبہ اور عزیزوں کو بھی شریک کرے چوتھی مرتبہ کا ذمہ وار خدا ہے ۔ اس مرتبہ قرآن شریف بالکل آجاوے گا ۔ یہ میرا تجربہ کردہ نسخہ ہے ۔

پھر اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واذکروا نعمۃ اللہ علیکم** الآیہ اس انعام الٰہی کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے تم باہم دشمن تھے تمہارے دلوں میں ایسی الفت ڈالی کہ تم باہم بھائی بھائی ہو گئے رات کو دشمن سوئے تھے صبح کو اخوان بنکر اٹھے کیا فضل ہے ۔ یاد رکھو جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے اسوقت ایک نئی برادری پیدا ہوتی ہے نئی اولاد پیدا ہوتی ہے اور نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ اس برادری کا نام **اخوان** رکھتا ہے سارے عرب میں قریش ایک معزز اور سربرآوردہ قوم تھی اور قریش میں بنو ہاشم کا خاندان اور بنو ہاشم میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا گھرانا مت ذکر معزز تھا ۔ پھر دنیا میں حقارت سے دیکھی ہوئی قوم غلاموں کی ہے ۔ مگر دیکھو کہ اسلامی اخوت نے کیا کرشمہ دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح زید بن حارث سے کر دیا گیا ۔ تاکہ دنیا کو بتایا جاوے کہ اخوت اس کا نام ہے جو اسلام نے قائم کی ہے ۔ **بلال** کا رشتہ قریش میں کرا دیا گیا ۔ **حسان** کا رشتہ ماریہ کی بہن سے کرا دیا ۔ غرض یہ ایک نمونہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا جو اللہ تعالےٰ کے انعام میں سے تھا ۔ یہ سچی بات ہے کہ جب تک **اخوت** کا رنگ پیدا نہ ہو سپر بنانے کے ایک حصہ سے محروم رہتا ہے پس یاد رکھو کہ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا فضل اسی وقت ہوتا ہے جب اخوت کا مرتبہ پیدا کریں وہ اپنے چھوٹوں کی جو غربا ہیں خبر گیری کریں اور کسی کو حقیر نہ سمجھیں ۔ اب اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ نمونہ اللہ کو سپر بنانے کا حضرت مرزا صاحب کے وجود میں دکھایا ہے اب وہ وقت پھر آیا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ **حبل اللہ**

یعنی قرآن شریف کو مضبوط پکڑو ۔ تمہارا ہر عمل ہر حرکت وسکون قرآن شریف کے احکام کے نیچے ہو پھر تم باہم ایک برادری پیدا کرو وہ جو دولتمند اور مستطیع ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم کا شکر یوں کریں کہ اپنے محتاج اور غریب بھائیوں کو حقیر نہ سمجھیں انکی مدد کریں کوئی قومی تفاخر تم میں ایسا نہ ہو جو دوسروں کو ذلیل سمجھنے کا محرک ہو اللہ تعالےٰ کے حضور مکرم ومعظم متقی ہی ہیں **ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم**

حضرت مرزا صاحب کی شرائط بیعت میں یہ بات موجود ہے کہ تمام مخلوقات سے عموماً اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے خصوصاً پیار کرنا چاہیئے اب ہم سب مرزا صاحب میں ہو کر معزز ومکرم ہیں ۔ اور ہونگے انشاء اللہ ۔

پھر اللہ تعالےٰ اپنے اس احسان اور انعام کا ذکر یوں فرماتا ہے **وکنتم علی شفا حفرۃ من النار** تم ایک آگ کے گڑھے پر پہونچ چکے تھے ہم نے تم کو بچا لیا ۔ اللہ تعالےٰ ان آیات کو اس لئے بیان فرماتا ہے کہ تم بھی اس راہ کو اختیار کرو ۔ جب قرآن دنیا میں نازل ہوا اس وقت عظیم الشان اختلاف موجود تھا قرآن نے آکر وحدت کی روح پھونکی اب اس وقت بھی بہت بڑا اختلاف پھیل رہا ہے یہ اختلاف بھی قرآن ہی سے دور ہو گا پس اس اختلاف کو مٹانے کے لئے علوم القرآن کی ضرورت ہے جو **احمد کے غلام** پر نازل ہو رہے ہیں اور اس کا خدا کی طرف سے ہونا تم دیکھ چکے ہو کہ وہ کیونکر مخالفوں کے حملے سے محفوظ رہتا ہے جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی سپر میں ہے پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ تم قرآن کو اپنا دستور العمل بناؤ اور اسکا نمونہ **احمد کے غلام** کے وجود میں دیکھو جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اس کے علاوہ اور قرآن شریف کی ساری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو دو نکتوں پر حل کر دیا ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ۔ اللہ تعالےٰ

قرآن شریف میں کس قسم کے مضامین ہیں

(۱) توحید الٰہی کا بیان بڑے زور و شور سے
(۲) شرک اور تثلیث کا رد۔
(۳) خداتعالیٰ کی صفات کہ وہ حی و قدوس حکیم ہر عیب سے پاک ہے وغیرہ وغیرہ
(۴) انبیاء کرام کا ذکر اور ابرار کے نیک نمونے اور ان کا نیک انجام۔
(۵) کفار اور اشرار کی مذمت۔ اُن کے بُرے نمونے اُن سے بچنے کی ہدایت
(۶) مومنوں کا ذکر۔ خدا کے خاص بندوں کی صفات حسنات
(۷) منکرین مشرکین اور منافقین کا ذکر۔ اُنکی راہوں سے بچنے کی ہدایت۔
(۸) مومنوں سے وعدہ کہ انجام کار وہی غالب ہونگے
(۹) کفار سے وعید کہ وہ مامور من اللہ اور اہل حق کے سامنے ہی نیست و نابود ہو جائینگے۔
(۱۰) حق کا احقاق۔
(۱۱) بطلان کا ابطال۔
(۱۲) قیامت کا ذکر۔
(۱۳) جزا اور سزا کا ثبوت۔
(۱۴) آخرت کی خوبیاں بہشت کی نعمتیں۔
(۱۵) دوزخ کی برائیاں دوزخ کے عذاب۔
(۱۶) نجات ابدی۔
(۱۷) ہلاکت ابدی۔
(۱۸) حلال و حرام کا ذکر۔
(۱۹) اخلاق فاضلہ اور تہذیب اخلاق
(۲۰) تدبیر منزل کے متعلق ہدایات و احکام
(۲۱) سیاست مدن کے اصول و قواعد
(۲۲) اخلاق رذیلہ کا ذکر۔ اُن کی برائی اور اُن سے بچنے کا ذکر۔
(۲۳) دنیا میں دل لگانے کی بُرائی کا ذکر۔
(۲۴) خدا کے ساتھ محبت لگانے کی خوبی کا ذکر۔
(۲۵) اہل اللہ کی محبت و صحبت کی ترغیب
(۲۶) قرب الٰہی کے وسائل۔
(۲۷) خدا کی معرفت اور گیان کے طریقے
(۲۸) خلوص نیت کا بیان۔
(۲۹) ریا اور ریاکاری کی سخت مناہی اور کبر و خیلا پر تہدید
(۳۰) تقویٰ (خدا سے ڈرنے)، پرہیزگاری اور طہارت (دل صفائی) کی ہدایات۔
(۳۱) ذکر الٰہی اور عبادت کی ترغیب و تحریص۔
(۳۲) علم اور اہل علم کی فضیلت۔ علم سیکھنے کی تاکید
(۳۳) نجات اور اُس کے اصول کی ہدایت دین کے ساتھ اس کا تعلق۔
(۳۴) دنیا میں سیر و سیاحت کرنیکی ضرورت اور ہدایت
(۳۵) دنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا کا شکر کرنے کی ہدایت
(۳۶) صبر شکر توکل وغیرہ اخلاق فاضلہ کی نصیحت
(۳۷) جہاد اور اسکے اصول و اغراض۔
(۳۸) مشورت اور اصلاح بین الناس کی ترغیب
(۳۹) ہر قسم کی عبادات کی تفصیل۔
(۴۰) معاملات کا علم
(۴۱) حکمت (فلسفہ حقہ) اور ترقیات غیر محدود حاصل کرنے کی ترغیب

غرض کہ ہر قسم کے علوم حقہ۔ کلام۔ حدیث۔ تصوف۔ علم اخلاق۔ سیاست مدن۔ وغیرہ وغیرہ کا ماخذ قرآن شریف ہی ہے۔ کیمیائے سعادت و احیاء علوم و مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب اخلاق جنکے ایک صفحہ کا مقابلہ **وید** ہرگز نہیں کر سکتا بہت کچھ قرآن ہی سے استنباط کی گئی ہیں۔ کیا سچ کہا ہے کسی بزرگ نے ؎

جمیع العلم فی القرآن لاکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

یعنی قرآن شریف میں سارے علم موجود ہیں آدمی ہی اپنے قصور فہم اور کمی ادراک کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکتے۔

[illegible]

شمس بازغہ

قابل دید کتاب لاثانی نظارہ کتاب مہرشاہ کی شمس الہدایہ کا کامل جواب ہے جس میں بہت سے علوم سے بحث کی گئی ہے کتاب کیا کاسر ظہور مخالفین ہے۔ قیمت فی جلد عہ درخواست مولوی حکیم فضل الدین صاحب مہتمم لائبریری مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام آوے۔

خطبہ

جو ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے پڑھا اور خاکسار ایڈیٹر نے اسکو اپنے الفاظ میں ناظرین الحکم کے لئے قلمبند کیا۔

واضرب لھم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلنٰہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریٰح وکان اللہ علیٰ کل شیء مقتدرا ۔ الآیۃ

یعنی ان لوگوں کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال یوں بیان کر کہ دنیوی زندگی گویا اس پانی کے مشابہ ہے جسکو ہم نے بادل سے اُتارا پھر اُس سے سبزہ مل گیا پھر وہی سبزہ چور چور ہو گیا اور ہوائیں اِدھر سے اُدھر اُڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اقتدار رکھتا ہے حیوۃ الدنیا کی مثال بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی یہ غرض ہے کہ تا ایک تجربہ میں آئی ہوئی بات کے ذریعہ سے ان لوگوں کا انجام بتائے جو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے لوگوں کی مخالفت میں اُٹھتے ہیں۔

دیکھو وہ خوشنما اور لہلہاتا ہوا سبزہ جو صبح کو آنکھوں میں طراوت اور دل کو سرور بخشتا تھا دم زدن میں زرد ہو کر ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اُڑتا پھرتا ہے۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بتاتا ہے جو اپنی دولت اور اولاد اور شوکت پر بھروسا کرتے ہیں اور اپنی ذاتی وجاہت اور رسوخ پر اترا کر مامور من اللہ کی مخالفت میں اُٹھتے ہیں کہ ایک وقت آخر آتا ہے کہ منتقم خدا اُن کو ہوا کے تند جھونکوں سے گھاس پھوس کیطرح اُڑا دیتا ہے۔

زمیندار اس سبزہ کو خصوصاً صبح کو
لہلہاتے دیکھکر خوش ہوتا ہے کہ اب
میرے گھر میں غلہ ہی غلہ ہوگا اور میں جب
فوت ہو جاؤنگا مگر وہ اس نامبارک
گرمی سے بےخبر ہوتا ہے جبکہ ہوا اسکے
تنکے تنکے بکھیر دیتی ہے - اور ادھر اُدھر
کو اُسے بکھرتی ہے اسی طرح پر کان اللّٰہ
علیٰ کل شیء مقتدرا صاف طور پر اس کو
سمجھ سکنے کی تائید پر دلالت کرتا ہے۔

پھر فرمایا المال والبنون الآیہ
مال اور بیٹے تو اس ورلی زندگی کی زینت
ہیں دوسرے جہان پر اس کا اثر نہیں تیرے
رب کے نزدیک قابل اجر اور لائق امید
تو باقیات الصالحات ہیں
اس میں یہ اشارہ ہے کہ انجام کار فتح اُن
کو ہے جو بجز اُسکو نصیب ہوگی جسکے ہاتھ
سے سدا رہنے والی نیکی سرزد ہو رہی ہے
اس آیت میں اللہ جل شانہ کی کتاب
ایک قابل غور سبق دینا چاہتی ہے اور
وہ یہ ہے کہ احمق دنیا پرست مال و اولاد
پر فخر کرتے اور دشمنی کو چھپائے تمام
اور شہرت و عام کا منشاء اور یہی کی توقع
سمجھتے اور رسول اللہ صلعم کو ان ظاہری باتوں
سے محروم دیکھکر یہ گمان کرتے کہ عنقریب
اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے
گا مگر اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکو اپنی
سنت مؤکدہ مستمرہ بتاتا ہے کہ ہم
بقائے دوام کی خلعت اُسی کو پہنایا
کرتے ہیں جس سے ابنائے جنس کی فلاح
وصلاح دارین کی یادگاریں قائم رہ
جائیں۔ پس یاد رکھو کہ وہ عظیم الشان
مقابلہ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے
رسول اللہ صلعم کا کیا گیا اور آپ کی
مخالفت میں یمن و شام کی تجارت کا کمایا
ہوا روپیہ صرف کر کے بڑے فخر و ناز سے
مکہ والوں نے کیا اس کا انجام ابدالآباد
کیلئے زمانہ کی تاریخ میں جلی قلم سے
لکھا گیا ہے کہ الباقیات الصالحات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے
پاک اور زندہ نمونے ہیں اور اس رحمۃ للعلمین
کا اُسوہ حسنہ ہے جس سے قیامت
تک ایک جہان خدا تعالیٰ کی رضا اور ابدی
زندگی حاصل کر رہا ہے اسمیں دراصل
ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اس
مقابلہ اور میدان میں جو ماموروں کا کیا
جاتا ہے جیت انکی ہی ہوتی ہے پس
رسول اللہ صلعم کے نقش قدم پر چلنے والا
بھی الباقیات الصالحات کی پیشگوئی
سے علیٰ قدر مراتب حصہ لیتا ہے حقیقت
میں آپ کا وجود ہی وجود تھا جو نہایت ہی مبارک
اور نافع وجود تھا جو رضاء الٰہی
کا زندہ نمونہ تھا اور جسکے دنیا میں آنے
کی غرض کسی لعنتی قربانی کو پیش
کرنا نہ تھا بلکہ انسان کو رضاء الٰہی
کی راہ بتانا اور پھر اپنے عمل اور چلن کو
اس راہ کا قابل عمل ہونا اور اپنی
کامیابیوں سے اس راہ کے
مبارک اور مسعود عظیم الشان نتائج اور
ثمرات کا ثبوت دینا تھا جسکے آثار باقیہ
ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔

حقیقت میں یہ بہت بڑی بات
ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو کس طرح راضی
کرے اور کیونکر گندی اور ناپاک چیزوں سے
بچ جاوے ۔ کیونکہ نری تعلیم تو ایسی
موثر اور مفید نہیں ہو سکتی اس لئے کہ انسان
ایک نفع پسند ہستی ہے اور اس کی
فطرت میں یہ امر ودیعت رکھا گیا ہے
کہ وہ نقد نتائج کو پسند کرتا ہے پس اگر
دنیا میں نری تعلیم ہی تعلیم ہوتی اور اس
تعلیم کے نتائج اور ثمرات کا کوئی نمونہ
موجود نہ ہوتا تو نیکی کی طرف انسان کب
قدم اُٹھا سکتا تھا۔ یہی وہ عظیم الشان
امتیاز ہے جو اسلام اور دوسرے مذاہب
کے درمیان ہے مثلاً ایک آریہ وید
کی تعلیم پیش کرکے یہ ہرگز نہیں
دکھا سکتا کہ اس کی روح میں کونسی
شانتی ہے اور اطمینان قلب حاصل
ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور
نصرت کا اُس کے پاس کونسا کھلا کھلا نشان
ہے ایسا ہی ایک عیسائی یسوع کی
صلیبی اور لعنتی موت پر ایمان رکھ کر
کبھی بھی وہ فوق العادت نشانات
نہیں دکھا سکتا جو خدا سے تعلق رکھنے والے
کو دکھانے چاہئیں تاکہ انسان کے اطمینان
کا موجب ہوں اور اس تعلیم کی صداقت کی
دلیل ٹھہریں جسپر عمل کرنے سے وہ نتائج
ملتے ہیں۔ ہاں یہ فخر اسلام اور صرف
اسلام ہی کو ہے کہ اسکا ماننے والا اور سچا
مسلمان اپنی تعلیم کے حق اور منجانب اللہ
ہونے کا ثبوت خوارق العادت اپنے ساتھ
رکھتا ہے ۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرتا
ہے کہ ایک نہ ایک برگزیدہ الٰہی اس
قسم کے تائیدی نشان لیکر نہ آتا ہو کیونکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت
اسی سے ہوتا ہے پس جیسے ہم ابھی یہ کہا
تھا کہ یہ بڑی بات اور مشکل معاملہ ہے
کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرکے
اور اسکا ذریعہ صرف رسول صلعم کی اطاعت ہے
اور اس ذریعہ کے حق ہونے کا ثبوت
وہ تائیدات اور نشانات ہیں جو اسپر عمل
کرنیوالوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔

جب سے یہ دنیا ہے یہ تماشہ ہمیشہ
ہوتا رہا کہ لوگ کثرت مال و بنون میں مبتلا
ہوتے رہے اور ان کے حصول کے لئے
کیا کیا کچھ نہیں کر گذرتے ۔ جمع مال کیلئے
حرام حلال کی تمیز نہیں کرتے جس راہ کو
لے لینے کو طیار اور آمادہ اولاد کے لئے
تو کوئی گند اور ناپاکی نہیں جسکو روا نہیں
رکھتے ۔ ہر قسم کے شرک میں مبتلا ہو جاتا
گنڈوں تعویذوں اور ٹوٹکوں سے
استمداد چاہنا تو ایک ادنیٰ بات ہے
بعض لوگوں نے تو یہاں تک کیا ہے
کہ انھوں نے مذہبی رنگ چڑھا کر اسے وجہ
آ گیا (حکم) کا ذریعہ قرار دیکر نیوگ
جیسی اخلاق سوز تعلیم کو جائز رکھا ہو
غرض یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے وہ شخص
بڑا ہی بدنصیب سمجھا جاتا ہے جس کا
کوئی نام لیوا یا بازو نہ ہو۔ جب کوئی
نہایت درد اور رنج سے شکایت کرتا
ہے تو کہتا ہے اہ! میرا تو کوئی نام
لیوا بھی نہیں اور نہ کوئی بازو (برادر)
ہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس نظارہ سے
یہ دکھانا چاہتا ہے کہ اولاد و مال
یا دنیا کی قوتیں اور طاقتیں کچھ بھی کام
نہیں آ سکتی ہیں کامیابی اور نصرت
اسی کو ملتی ہے بامراد اور مظفر و منصور